محمد وسیم اختر مفتی

حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۱۴)

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

امارت مصر پر اشتر کی تقرری

دو سال قبل (۳۶ھ میں) حضرت علی نے حضرت قیس بن سعد کو ہٹا کر محمد بن ابو بکر کو مصر کا گورنر مقرر کیا تھا۔ حضرت قیس جاتے ہوئے مصر کی راہ میں محمد سے ملے اور نصیحت کی کہ عمرو بن العاص اور اہل خربتا (خرنبا)، دونوں فریقوں کو لیت و لعل میں الجھائے رکھنا، ورنہ خود مارے جاؤ گے۔ محمد حضرت قیس کے بارے میں اچھا گمان نہ رکھتا تھا، اس لیے ان کی خیر خواہی کو سمجھ نہ پایا۔ ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ اس نے اہل خربتا کو وارننگ دے دی: ہماری اطاعت کرو یا ہمارے شہروں سے نکل جاؤ۔ ان لوگوں نے نئے خلیفہ کا تعین ہونے تک مہلت مانگی، لیکن محمد بن ابو بکر نے ایک نہ مانی۔ انھوں نے بھی جنگ کی تیاری کر لی اور محمد کو مسلسل خوف میں مبتلا رکھا۔ اس نے ابن مضاہم کلبی کو ان کا مقابلہ کرنے بھیجا تو اسے قتل کر دیا، اس کے بعد دوسرا نمایندہ روانہ کیا تو اس کو بھی مار ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت معاویہ بن حدیج نے حضرت عثمان کے قصاص کا مطالبہ کر کے پورے مصر میں محمد بن ابو بکر کے خلاف بغاوت کی آگ بھڑکا دی۔

۳۸ھ: محمد بن ابو بکر مصر پر کنٹرول حاصل نہ کر سکا تو حضرت علی نے سوچا کہ مصر کی امارت کے لیے دو افراد ہی موزوں ہو سکتے تھے، قیس جنھیں ہم نے معزول کیا یا اشتر۔ صفین سے لوٹنے کے بعد انھوں نے اشتر کو جزیرہ کا گورنر مقرر کیا، پھر اسے اپنے ساتھ پولیس آفیسر کے طور پر رکھا۔ وہ نصیبین میں تھا جب انھوں نے یہ خط لکھ کر اسے بلایا: ''تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے ذریعے سے میں اقامت دین کی خدمت بجا لاتا ہوں اور مجرموں کی اکڑ ختم کرتا ہوں۔ گورنر مصر محمد بن ابو بکر کی ناتجربہ کاری اور کم عمری کی وجہ سے خارجیوں نے اس کے خلاف بغاوت کر دی۔ تیرے علاوہ مصر کی حکومت کا کوئی اہل نہیں۔ فوراً وہاں چلے جاؤ۔ تجھے کسی نصیحت کی ضرورت نہیں، تاہم اللہ سے مدد طلب کرتے رہنا، سختی اور نرمی کا امتزاج کرنا، جہاں نرمی سے کام چلے، وہی بہتر ہے۔ سختی اسی وقت کرنا جب اس کے بغیر گزارا نہ ہو۔

حضرت علی کی خط کتابت

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت علی نے اشتر کو مصر روانہ کیا تو اس کے ہاتھ اہل مصر کے نام ایک خط بھی بھیجا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے امیر المومنین کی جانب سے۔ اما بعد، میں تمھارے پاس مالک بن الحارث کو بھیج رہا ہوں جو زمانۂ خوف میں راتوں کو نہیں سوتا اور دشمنوں سے نہیں گھبراتا۔ اس کی اطاعت کرو، کیونکہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ وہ آگے بڑھنے کا حکم دے تو آگے بڑھو اور پیچھے ہٹنے کو کہے تو پیچھے ہٹو۔ اللہ تمھیں ایمان و یقین پر ثابت قدم رکھے''۔

اشتر کو گورنری دینے پر محمد بن ابو بکر کو صدمہ ہوا تو حضرت علی نے اسے یہ خط ارسال کیا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے امیر المومنین کی جانب سے محمد بن ابو بکر کے نام۔ سلام علیک، مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم اپنی جگہ اشتر کا تقرر کرنے پر ناراض ہو۔ میں نے تمھیں اس لیے نہیں ہٹایا کہ تم نے جہاد میں کم زوری دکھائی یا میں تم سے زیادہ کوشش کا متقاضی تھا۔ اب میں تمھیں ایسی جگہ کی حکومت دوں گا جہاں زیادہ مشقت نہ ہو اور جو تجھے مصر سے زیادہ پسند آئے۔ اشتر ہمارا خیر خواہ اور دشمنوں کے لیے کڑا ہے۔ ہم اس سے خوش ہیں۔ تو بھی اپنے دشمن کے مقابلے پر ڈٹا رہ اور جنگ کے لیے تیار رہ''۔ محمد بن ابو بکر کو حضرت علی کا خط ملا تو اس نے یہ جواب تحریر کیا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ کے بندے امیر المومنین کی جانب، محمد بن ابو بکر کی طرف سے۔ میں نے امیر المومنین کے خط کو خوب سمجھ لیا ہے۔ مجھ سے زیادہ امیر المومنین کے فیصلے پر راضی ہونے والا، ان کے دشمنوں کے خلاف جہاد کرنے والا اور ان کے ولی سے محبت کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔ میں آپ کے

حکم کا متبع اور اس پر عمل پیرا رہوں گا''۔

اشتر کی ہلاکت

حضرت معاویہ کے جاسوسوں نے اشتر کی آمد کی خبر ان تک پہنچائی تو وہ فکر مند ہو گئے، کیونکہ ان کی مصر پر قبضہ کرنے کی خواہش میں اشتر بڑی رکاوٹ بن سکتا تھا۔ انھوں نے قلزم شہر سے خراج اکٹھا کرنے والے غیر مسلم اہل کار جایستار (: طبری۔ خانسار: ابن کثیر۔ حابسات: ابن اثیر) کو پیغام بھیجا، اگر تو اشتر کو مصر پہنچنے سے روک دے تو تمھارا خراج ہمیشہ کے لیے معاف ہو گا۔ اشتر مصر پہنچا تو جایستار نے اس کا استقبال کیا، خوب خاطر مدارات کی، سواری کو چارہ دیا اور کھانا کھلانے کے بعد شہد کے مشروب میں زہر ملا کر اشتر کو دے دیا۔ ادھر حضرت معاویہ ہر روز اہل شام سے کہتے: علی نے اشتر کو مصر بھیجا ہے، اس کے لیے بد دعا کرو۔ جب اس کی موت کی خبر پہنچی تو لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: علی کے دو ہاتھ تھے، عمار بن یاسر اور اشتر۔ ایک صفین میں منقطع ہوا اور آج دوسرا بھی کٹ گیا۔ اشتر کی موت کی خبر سن کر حضرت علی نے 'إنا لله وإنا إليه راجعون' کہنے کے بعد فرمایا: رونے والیوں کو اس جیسے شخص پر رونا چاہیے۔ لوہا ہوتا تو سلاسل بن جاتا اور اگر پتھر ہوتا تو سل کی شکل اختیار کر لیتا۔ ابن کثیر کہتے ہیں: حضرت معاویہ اشتر کے قتل کو جائز سمجھتے تھے، کیونکہ وہ حضرت عثمان کو قتل کرنے والوں میں شامل تھا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مصر پر غلبے کی کشمکش

جنگ صفین کے بعد حکمین کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اہل شام نے حضرت معاویہ کی بیعت کر لی۔ حضرت معاویہ کی قوت بڑھتی رہی، جب کہ اہل عراق کے انتشار میں اضافہ ہوتا گیا جو جنگ نہروان کے بعد نمایاں ہو گیا۔ حضرت معاویہ کی نگاہ میں مصر سے زیادہ کسی ملک کی حیثیت نہ تھی۔ ان کا خیال تھا کہ مصر کو زیر کرنے اور اس کا بھاری خراج حاصل کرنے کے بعد حضرت علی سے جنگ کرنا آسان ہو گا۔ انھوں نے حضرت عمرو بن العاص، حضرت حبیب بن مسلمہ، بسر بن ابوارطاۃ، ضحاک بن قیس، عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید، حضرت ابواعور سلمی اور شرحبیل بن سمط کو طلب کر کے یہ خطاب کیا: ''اللہ نے ہماری قوت کو جمع کر دیا ہے اور ہم میں باہمی محبت پیدا کر دی ہے، جب کہ ہمارے مخالفین متفرق ہو کر ایک دوسرے کے کفر کی گواہی دینے لگے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ امر خلافت ہمارے ہاتھوں مکمل ہو گا۔ میں چاہتا ہوں کہ ہم اہل مصر پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ تم لوگوں کی کیا راے ہے؟'' حضرت عمرو بن العاص نے حضرت معاویہ کو ان کا وعدہ یاد

دلایا کہ حضرت علی کے خلاف ساتھ دینے کی صورت میں مصر کی گورنری ان کو دی جائے گی۔ باقی لوگوں نے اس وعدے سے لاعلمی ظاہر کی، لیکن حضرت معاویہ نے اس کی تصدیق کی اور حضرت عمرو سے پوچھا: انھیں کیا کرنا ہو گا؟ حضرت عمرو نے مشورہ دیا کہ ایک تجربہ کار سالار کی قیادت میں ایک بڑا لشکر بھیجا جائے جو مصر کے ہم خیال لوگوں کو ساتھ ملا کر مخالفین سے جنگ کرے۔ باقی اصحاب نے حضرت عمرو کی اس رائے سے اتفاق کیا۔ حضرت معاویہ لشکر کشی کے بجائے مصر میں موجود اپنے ہم خیالوں کو ساتھ ملا کر آگے چلنا چاہتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے مصر میں مقیم حضرت علی کی بیعت نہ کرنے والے دس ہزار مسلمانوں کے لیڈروں حضرت مسلمہ بن مخلد اور حضرت معاویہ بن حدیج کو خط لکھا: ''تمھارا خلیفۂ مظلوم کا قصاص طلب کرنا ایک بڑا عمل ہے جس کا اجر بھی بڑا ہو گا۔ اللہ کے اولیا کی مدد کرو، ہم تمھارا حق ادا کریں گے اور اپنی حکومت میں بھی شریک کریں گے''۔ حضرت معاویہ کا قاصد سبیع یہ خط لے کر مصر پہنچا تو حضرت مسلمہ نے اپنی اور حضرت ابن حدیج کی طرف سے یہ جواب لکھا: ''ہم نے خون عثمان کا بدلہ لینے کے لیے اپنی جانیں کھپا دی ہیں اور کسی دنیاوی صلہ و حکومت کے طلب گار نہیں۔ محمد بن ابوبکر نے ہمارے خلاف جنگ شروع کر رکھی ہے۔ ہماری تعداد بہت کم ہے، آپ اپنی پیدل اور سوار فوج جلد روانہ کیجیے۔ آپ کی طرف سے مدد آ گئی تو اللہ ہمیں فتح سے نوازے گا''۔ یہ جواب پا کر حضرت معاویہ نے حضرت عمرو بن العاص کی قیادت میں چھ ہزار کی سپاہ روانہ کی۔ انھوں نے حضرت عمرو کو اللہ سے ڈرنے اور لوگوں پر نرمی کرنے کی نصیحت کی اور کہا: جو قتال کرے صرف اسے قتل کرنا اور جو پشت پھیر کر بھاگے، اس سے درگذر کرنا۔ رعب داب اسی وقت دکھایا جاتا ہے جب کوئی عذر باقی نہ رہے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

صفر ۳۸ھ: حضرت عمرو بن العاص نے مصر کے سرحدی علاقے میں پڑاؤ ڈالا۔ مصر میں موجود حضرت عثمان کے خون بہا کا مطالبہ کرنے والے سب لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ انھوں نے محمد بن ابوبکر کو خط لکھا: ''مجھ سے اپنی جان بچا لو، میں نہیں چاہتا کہ میرا ایک ناخن بھی تمھیں لگے۔ اس ملک کے لوگ تمھارے خلاف اکٹھے ہو چکے ہیں۔ بہتر ہے کہ فوراً یہاں سے نکل جاؤ''۔ حضرت عمرو نے حضرت معاویہ کا لکھا ہوا خط بھی محمد بن ابوبکر کو بھیجا: ''خون محترم کو بہانے والا دنیا میں ملنے والی سزا اور آخرت میں جاری رہنے والے بدانجام سے نہیں بچ سکتا۔ ہم نہیں جانتے کہ عثمان کا تم سے بڑا کوئی باغی اور عیب جو ہو۔ میں پسند تو یہی کرتا ہوں کہ میرے انصار تمھارے اس ظلم و عداوت کی پاداش میں تمھیں قتل کر دیں جو تو نے عثمان کی کان کی ہڈی (mastoid) اور رگوں (jugular vein) کے درمیان بھالا (اصل میں مشاقص بمعنی تیر) چلا کر کیا تھا، تاہم میں کسی قریشی کا

مثلہ کرنا نہیں چاہتا''۔

محمد بن ابو بکر کا قتل اور مصر کا حضرت علی کے ہاتھ سے نکلنا

محمد بن ابو بکر نے یہ دونوں خط لپیٹ کر حضرت علی کو بھیج دیے اور ایک خط اپنی طرف سے لکھا: ''ابن العاص کے مصر میں داخلے کے بعد معاویہ کے تمام حامی ان کے ساتھ مل گئے ہیں۔ سوار دستوں اور مال سے فوراً میری مدد کیجیے''۔ حضرت علی نے جواب بھیجا: ''تمھارے ساتھیوں نے کم زوری دکھائی ہے، لیکن تم بزدلی ہرگز نہ دکھانا۔ اپنے شہر کو محفوظ بنا کر اپنے حامیوں کو اکٹھا کر لو۔ کنانہ بن بشر سے مدد لے لو جو ہم سے خیر خواہی اور اپنی دلیری کی وجہ سے مشہور ہے۔ میں تمھاری مدد کے لیے لوگ اکٹھے کر رہا ہوں۔ اپنی بصیرت سے کام لو اور صبر اور ثواب کی نیت سے جہاد جاری رکھو''۔ محمد بن ابو بکر نے حضرت عمرو بن العاص اور حضرت معاویہ کے خطوط کا جواب بھی دیا اور انھیں باطل پرست قرار دیا۔ حضرت عمرو نے خط پڑھ کر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ انھوں نے شام و مصر کی مشترکہ سولہ ہزار کی فوج لے کر مسناۃ کے مقام پر پیش قدمی کی تو محمد بن ابو بکر بھی دو ہزار سپاہیوں کی فوج لے کر آ پہنچا، کنانہ بن بشر مقدمہ پر مامور تھا۔ حضرت عمرو نے اپنے لشکر کو کئی دستوں میں تقسیم کیا اور یکے بعد دیگرے کنانہ کا مقابلہ کرنے کے لیے بھیجا، لیکن کنانہ نے ان سب کو پیچھے دھکیل دیا۔ آخر میں انھوں نے حضرت معاویہ بن حدیج کو بھیجا جو سیاہ آندھی کی طرح عقب سے آئے اور کنانہ اور اس کے سپاہیوں کو گھیرے میں لے لیا۔ کنانہ نے دیکھا کہ اس کی فوج گھر چکی ہے تو وہ اور اس کے ساتھی گھوڑوں سے اترے۔ اس حال میں وہ کب تک لڑتے، تلوار زنی کرتے کرتے سب مارے گئے۔ کنانہ کے قتل کے بعد محمد بن ابو بکر کے تمام ساتھی چھٹ گئے۔ اس نے حضرت عمرو کو اپنی طرف آتے دیکھا تو بھاگ کھڑا ہوا۔ شہر کی گلیوں میں دوڑتے ہوئے اسے ایک بے آباد چھپنے کی جگہ نظر آئی تو وہ اس میں گھس گیا۔ حضرت عمرو شہر فسطاط میں داخل ہو گئے اور حضرت معاویہ بن حدیج محمد کو ڈھونڈنے لگے۔ آخر کار ایک شخص نے انھیں بتایا کہ اس نے اس ویرانے میں ایک آدمی بیٹھا دیکھا ہے۔ حضرت معاویہ بھوکے پیاسے محمد کو پکڑ کر فسطاط لے آئے۔ حضرت عمرو بن العاص کی فوج میں شامل حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکر نے اپنے بھائی کو بندھا ہوا دیکھا تو کہا: کیا تم اسے ترسا ترسا کر مارو گے؟ انھوں نے حضرت عمرو بن العاص سے التماس کی کہ حضرت معاویہ کو اس کے قتل سے روکا جائے۔ حضرت معاویہ بن حدیج نے حضرت عمرو کی ہدایت کے باوجود اسے چھوڑنے سے انکار کر دیا اور کہا: میں نے عثمان کے قصاص میں اپنی قوم کے اسّی (۸۰) آدمیوں کو قتل کیا ہے، تجھے کیسے چھوڑ دوں؟ محمد نے پانی مانگا تو

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

کہا: تم لوگوں نے عثمان کا پانی بند کر دیا تھا اور انھیں روزے کی حالت میں ناحق قتل کیا تھا۔اللہ مجھے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پلائے اگر میں تجھے پانی دے جاؤں۔ میں تجھے گدھے کی کھال میں گھسا کر اسے آگ لگاؤں گا۔ محمد نے جواب دیا: اللہ کے اولیا سے ایسا سلوک ہوتا آیا ہے۔ طویل مکالمے کے بعد حضرت معاویہ بن حدیج نے کہا: میں تجھے قصاص عثمان میں قتل کر رہا ہوں۔ محمد بن ابو بکر نے کہا: عثمان نے ظلم سے حکومت کی اور قرآن کے حکم کو پس پشت ڈالا، اس لیے ہم نے ان کو ختم کیا۔انھوں نے حضرت عثمان، حضرت معاویہ بن ابوسفیان، حضرت عمرو اور حضرت معاویہ بن حدیج کو گالیاں دیں، اس پر حضرت معاویہ بن حدیج کو غصہ آیا۔انھوں نے محمد کو قتل کیا، پھر مردہ گدھے کی کھال میں لپیٹ کر جلا دیا۔ محمد کو جس گلی میں جلایا گیا، یعقوبی نے اس کا نام 'زقاق حوف' بتایا ہے۔ واقدی کی روایت کے مطابق محمد جبلہ بن مسروق کے پاس چھپا۔ حضرت معاویہ بن حدیج نے اسے گھیرے میں لے لیا تو وہ لڑتا ہوا جاں بحق ہوا۔

محمد کے قتل کے وقت کوفہ کے حالات

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

حضرت علی کو محمد بن ابو بکر کا خط ملا تو فوراً منادی کرائی اور اہل کوفہ کو جمع کر کے بتایا کہ عمرو بن العاص فوج لے کر مصر پہنچ چکے ہیں اور اب ہمیں محمد کی نصرت کے لیے کمک بھیجنا ہے۔آپ لوگ علی الصبح (کوفہ و حیرہ کے مابین واقع) جرعہ کے مقام پر اکٹھے ہوں۔ اگلے روز حضرت علی طلوع آفتاب کے وقت جرعہ پہنچے اور ظہر تک وہیں قیام کیا، لیکن ایک شخص بھی نہ آیا، حالاں کہ ان کی فوج میں کوفیوں کی تعداد تریسٹھ ہزار تھی۔ وہ لاچار ہو کر کوفہ واپس آئے اور شام کے وقت شہر کے شرفا و رؤسا کو طلب کیا اور ملول ہو کر فرمایا: ''اللہ نے تمھارے ذریعے سے مجھے آزمایش میں مبتلا کیا ہے، بلاتا ہوں تو سن کر نہیں دیتے اور کچھ کرنے کو کہتا ہوں تو ماننے کی طرف نہیں آتے، حالاں کہ دشمن تمھارے شہروں میں گھس آیا ہے اور تمھارے بھائیوں پر غارت گری کر رہا ہے۔ معاویہ سال میں تین تین بار بلاتے ہیں تو نچلے طبقوں کے گنوار بھی بے تنخواہ بھاگے چلے آتے ہیں''۔ اس پر کعب بن مالک ارحبی نے لوگوں سے خطاب کیا: لوگو، اللہ سے ڈرو اور اپنے امام کی پکار پر لبیک کہو، میں بھی تمھارے ساتھ چلوں گا۔ تب دو ہزار افراد جانے کے لیے نکل آئے۔ حضرت علی نے انھیں کعب بن مالک کی قیادت میں رخصت کیا۔ یہ لشکر پانچ میل دور گیا ہو گا کہ حضرت حجاج بن غزیہ مصر سے آئے اور محمد بن ابو بکر کے قتل کی خبر سنائی۔ شام میں حضرت علی کے جاسوس عبدالرحمٰن بن شبیب بھی پہنچے اور بتایا کہ اہل شام محمد کے قتل سے بہت خوش ہیں۔ حضرت علی نے کہا: ہمیں محمد بن ابو بکر کے قتل کا شامیوں کو ملنے والی خوشی سے کئی گنا زیادہ غم

ہے۔ پھر عبد الرحمٰن بن شریح کو بھیج کر کعب کی فوج کو واپس بلا لیا۔

حضرت علی نے اس موقع پر لوگوں سے خطاب بھی کیا: ''مصر فاسقوں اور ظالموں نے فتح کر لیا ہے اور محمد نے شہادت پائی۔ میں اپنے آپ کو کسی کوتاہی پر ملامت نہیں کر سکتا، میں تو جنگوں کی سختیاں برداشت کرنے کی اہلیت رکھتا ہوں۔ پچھلے پچپیس دنوں سے تمھیں اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے بلاتا رہا، مگر تم چوڑی تھوتنی والے اونٹ کی طرح غرغرے کرتے رہے۔ میری کوئی بات سنتے ہو، نہ مانتے ہو، حتیٰ کہ برے انجام دیکھنے پڑتے ہیں۔ پہلے زمین سے چپک رہے، پھر ایک چھوٹا سا انبوہ ڈانواں ڈول ہو کر نکلا، گویا انھیں دیکھتے بھالتے موت کی طرف دھکیلا جا رہا ہے''۔

حضرت علی نے حضرت عبد اللہ بن عباس کو تعزیت کا خط بھی لکھا: ''ہم محمد کی موت کو اللہ کے ہاں اجر پانے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ مجھے ان نکمے ساتھیوں سے جلد چھٹکارا اور نجات دے دے''۔ حضرت عبد اللہ بن عباس نے جواب میں لکھا: ''لوگ کبھی سہل انگار ہوتے ہیں، پھر چست بھی ہو جاتے ہیں، اس لیے امیر المومنین، ان سے نرم برتاؤ اور ان پر احسان کریں۔ اللہ ان کی طرف سے پہنچنے والا رنج دور کر دے گا''۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ایک موقع پر حضرت علی نے فرمایا: ''محمد نوجوان لڑکا تھا، کاش میں اس کے بجائے ہاشم بن عتبہ (لقب: مرقال، تیز دوڑنے والا) کو مصر کا والی بنا دیتا۔ وہ عمرو بن العاص اور اس کے فاجر مددگاروں کے لیے میدان خالی نہ چھوڑتا''۔

محمد کے قتل کا مدینہ میں رد عمل

حضرت معاویہ بن حدیج نے محمد بن ابو بکر کا قمیص دے کر اپنے غلام سلیم کو اس کے قتل کی بشارت دینے کے لیے مدینہ بھیجا۔ چنانچہ حضرت عثمان کے گھر میں ان کے تمام اہل خانہ، مرد اور عورتیں جمع ہوئیں اور محمد کے انجام پر مسرت کا اظہار کیا۔ دوسری طرف حضرت عائشہ نے اپنے سوتیلے بھائی کے قتل پر بہت دکھ کا اظہار کیا۔ وہ ہر نماز کے بعد دعاے قنوت پڑھتیں اور حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن العاص کے لیے بددعا کرتیں۔

حضرت معاویہ کا ابن حضرمی کو بصرہ بھیجنا

۳۸ھ: مصر پر قبضہ کرنے کے بعد حضرت معاویہ کا حوصلہ بڑھا اور انھوں نے بصرہ کو زیر کرنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ بہت سے اہل بصرہ حضرت عثمان کا قصاص چاہتے تھے اور حضرت علی سے ناخوش تھے۔ حضرت معاویہ نے عبد اللہ بن عمرو بن حضرمی کو بصرہ بھیجا تا کہ وہ مضر، ازد اور دیگر قبائل کو اکٹھا کر کے حضرت عثمان

کے حامیوں کو منظم کرے، یہ لوگ قصاص کا مطالبہ کرتے ہوئے جانیں دے چکے تھے۔ حضرت معاویہ نے بنوربیعہ سے بچنے کی ہدایت کی اور کہا: یہ سب ترابی، یعنی حضرت علی کے حمایتی ہیں۔ اس وقت حضرت علی کے مقرر کردہ گورنر بصرہ حضرت عبداللہ بن عباس شہر میں موجود نہ تھے۔ وہ زیاد بن ابیہ کو قائم مقام مقرر کر کے حضرت علی سے ملنے کوفہ گئے ہوئے تھے۔ ابن حضرمی کے لیے یہ بہت اچھا موقع تھا، بصرہ پہنچ کر وہ بنو تمیم کے ہاں ٹھیرا۔ حضرت عثمان کو چاہنے والے اس سے ملنے آئے تو اس نے کہا: علی، عثمان کی شہادت کے ذمہ دار ہیں۔ کوتوال ضحاک بن قیس نے اسے ڈانٹا اور کہا: تم طلحہ و زبیر کی طرح ہمیں دوبارہ لڑانا چاہتے ہو تاکہ معاویہ امیر بن جائیں۔ ہم علی کی بیعت پر متفق ہو چکے ہیں، وہ ہم میں سے لغزش کھا کر قتال کرنے والوں کو معاف کر چکے ہیں۔ واللہ، علی کی حکومت کا ایک دن معاویہ کے کئی ایام سے بہتر ہے۔ عبداللہ بن خازم نے کھڑے ہو کر ضحاک کو خاموش کرایا اور ابن حضرمی کا ساتھ دینے کا اعلان کر دیا۔ بقیہ اہل بصرہ میں بھی پھوٹ پڑ گئی، احنف بن قیس اور عمرو بن مرحوم نے حضرت علی کی اطاعت سے چپکے رہنے پر زور دیا، جب کہ عباس بن صحار نے ابن حضرمی کا ساتھ دینے کا اعلان کیا۔ مثنیٰ بن مخربہ نے ابن حضرمی سے کہا: واپس چلے جاؤ، نہیں تو ہم تلواروں اور نیزوں سے قتال کریں گے۔

ادھر قائم مقام گورنر زیاد بن ابیہ نے قبیلۂ بکر بن وائل کے لیڈروں حضین بن منذر اور مالک بن مسمع سے اپیل کی کہ امیر المومنین علی کا حکم آنے تک اس کا ساتھ دیں۔ حضین نے ہامی بھر لی، جب کہ مالک نے جو بنو امیہ کی طرف مائل تھا، لیت و لعل کی۔ زیاد کو بنو ربیعہ کی طرف سے بھی اختلاف کا اندیشہ ہوا تو بنو ازد کی شاخ بنو حدان کے صبرہ بن شیمان کے گھر پناہ لی اور بنو ازد سے مدد مانگی، لیکن انھوں نے بھی ٹال مٹول کی۔ یہ حالات دیکھ کر زیاد نے حضرت علی کو خط لکھا: ''ابن حضرمی شام سے آیا ہوا ہے اور بنو تمیم کے ہاں ٹھیرا ہوا ہے۔ بنو تمیم اور بصرہ کے اکثر شہریوں نے اس کی بیعت کر لی ہے۔ میرے ساتھ اتنے لوگ نہیں رہے کہ اپنا دفاع کر سکوں، اس لیے صبرہ بن شیمان کی پناہ لی ہے اور بیت المال اس کی حفاظت میں دے دیا ہے''۔ حیرت ہے کہ ابن حضرمی بھی صبرہ سے پناہ طلب کر چکا تھا اور اس نے اسے بھی اپنے گھر منتقل ہونے کی شرط پر پناہ دینے پر آمادگی ظاہر کی تھی (ابن اثیر)۔

اعین اور حضرت جاریہ کی آمد، ابن حضرمی کا خاکستر ہونا

خط ملتے ہی حضرت علی نے اعین بن ضبیعہ کو زیاد کی مدد کے لیے روانہ کیا۔ انھوں نے ہدایت کی کہ ابن حضرمی

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

کے گرد جمع لوگوں میں پھوٹ پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔ اگر وہ چھٹ جائیں تو درست، لیکن اگر وہ اڑ جائیں تو ان پر ٹوٹ پڑنا۔ اگر تمھیں اپنے ساتھیوں کی طرف سے کم زوری نظر آئے تو انھیں کچھ مہلت دینا۔

اعین بصرہ پہنچ کر زیاد بن ابیہ سے ملا، پھر اپنی قوم بنو مجاشع (بنو تمیم کی شاخ) کے پاس آیا اور کچھ آدمیوں کو جمع کر کے ابن حضرمی کے پاس پہنچا اور اسے فتنہ انگیزی سے رکنے اور امت میں اختلاف پیدا نہ کرنے کی دعوت دی۔ ابن حضرمی کے ساتھیوں نے اسے گالیاں دیں اور برا بھلا کہا۔ وہ واپس جا رہا تھا کہ خوارج یا ابن حضرمی کے بھیجے ہوئے لوگوں نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ اعین کو سوتے ہوئے بستر پر مارا گیا۔

اعین کے قتل کے بعد گورنر زیاد بن ابیہ نے بنو تمیم سے جنگ کا ارادہ کیا تو بنو تمیم نے اسے پیغام بھیجا کہ ہم تمھاری پناہ میں آئے شخص پر ہاتھ نہیں اٹھاتے، تم بھی ہماری پناہ دیے سے تعرض نہ کرو۔ اس پر بنو ازد نے جنگ کا ارادہ ترک کر دیا۔ تب زیاد بن ابیہ نے حضرت علی کو ایک اور خط لکھا، انھیں اعین کے قتل کی خبر دی اور بتایا کہ میں بنو تمیم سے جنگ نہیں کر سکا، کیونکہ کسی نے میرا ساتھ نہیں دیا۔ خط پڑھ کر حضرت علی نے حضرت جاریہ (حارثہ: ابن جوزی) بن قدامہ کو بنو تمیم کے پچاس (دوسری روایت: پانچ سو) آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا۔ حضرت جاریہ بصرہ پہنچ کر زیاد سے ملے تو اس نے انھیں نصیحت کی کہ اپنی قوم کے کسی فرد پر بھروسا نہ کرنا، کہیں تمھارا بھی اعین جیسا حشر نہ ہو۔ انھوں نے حضرت علی کا خط پڑھ کر سنایا جس میں بصرہ کے لوگوں کے طرز عمل پر توبیخ کی گئی۔ اس پر ان کی اکثریت نے رجوع کیا اور حضرت علی کی سمع و طاعت کا عہد کیا۔ حضرت جاریہ اب اپنی قوم بنو سعد اور بنو ازد کے دستوں کو لے کر ابن حضرمی کی سپاہ پر حملہ آور ہوئے۔ عبد اللہ بن خازم نے ان کے گھڑ سواروں کی کمان سنبھال رکھی تھی۔ گھنٹا بھر کی لڑائی کے بعد ابن حضرمی نے شکست کھائی اور ابن خازم اور دوسرے بصری ساتھیوں کے ساتھ بنو تمیم کے قصر سنبیل میں قلعہ بند ہوا۔ ابن خازم کو اس کی حبشی ماں عجلٰی نے اپنے کپڑے اتارنے کی دھمکی دی تو وہ نکل آیا اور بچ گیا۔ ابن حضرمی کو اطاعت کی دعوت دی گئی اور ڈرایا دھمکایا گیا۔ وہ نہ مانا تو حضرت جاریہ نے قصر کو آگ لگوا دی، اس طرح قصر منہدم ہوا اور ابن حضرمی اپنے ستر ساتھیوں سمیت جل کر خاکستر ہوا۔

خریت بن راشد کی بغاوت

۳۸ھ: بنو ناجیہ کا خریت بن راشد اپنے تین سو ساتھیوں سمیت جمل، صفین (اور نہروان: طبری) کی جنگوں میں حضرت علی کا ساتھ دے چکا تھا۔ وہ اسی سال تیس سواروں کے ساتھ آیا اور حضرت علی کے سامنے کھڑے

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

ہو کر کہا: اب میں آپ کی اطاعت کروں گا، نہ آپ کے پیچھے نماز پڑھوں گا اور کل آپ کو چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ حضرت علی نے کہا: تیری ماں تجھ پر روئے، تب تو تم اپنے رب کے نافرمان ہو جاؤ گے اور نقض عہد بیعت کا ارتکاب کر کے اپنا ہی نقصان کرو گے۔ یہ بھی بتاؤ کہ تم یہ حرکت کر کیوں رہے ہو؟ خریت نے کہا: آپ نے کتاب اللہ میں حکم قبول کیے اور حق کے معاملہ میں کم زوری دکھائی، جب کہ کوشش پوری ہو چکی تھی۔ حضرت علی نے کہا: میں کتاب و سنت کی روشنی میں وہ معاملات بتاتا ہوں جو تم سے بہتر جانتا ہوں، شاید تو سمجھ جائے۔ اس نے کہا: میں پھر آؤں گا۔ حضرت علی نے کہا: شیطان تمھیں دھوکے میں اور جاہل لوگ شرمندگی میں نہ مبتلا کر دیں۔ خریت کے چچازاد مدرک بن الریان کا دوست عبداللہ بن فقیم یہ ساری گفتگو سن رہا تھا۔ وہ خریت کے پیچھے پیچھے گیا۔ خریت نے اپنے ساتھیوں کو جو اس کے گھر جمع تھے، بتایا کہ میں کل علی سے قطعی جدائی اختیار کر لوں گا۔ اس کے زیادہ تر دوستوں نے کہا کہ کل ان سے ملاقات کر کے ان کی بات سننا اور اگر مناسب ہوا تو قبول کر لینا۔ عبداللہ بن فقیم بھی اجازت لے کر گھر میں داخل ہوا اور کہا: اگر تو امیر المومنین کا ساتھ چھوڑے گا تو انھیں تم پر دست درازی کا حق حاصل ہو جائے گا۔ اس صورت میں تو خود اور تیرے اہل قبیلہ بھی مارے جائیں گے۔ عبداللہ اپنے دوست اور خریت کے چچازاد مدرک کے پاس بھی گیا اور کہا کہ اپنے چچیرے کو سمجھا اور اس کی رائے بدلنے کی کوشش کر۔ مدرک نے جواب دیا: اگر اس نے امیر المومنین کا ساتھ چھوڑا تو میں اسے چھوڑ دوں گا۔ عبداللہ بن فقیم اگلے روز چاشت کے وقت حضرت علی کی خدمت میں پھر حاضر ہوا اور انھیں گذشتہ روز کی روداد سنا کر مشورہ دیا: کیوں نہ خریت کو ابھی پکڑ کر قید کر لیا جائے۔ حضرت علی نے کہا: اس نے حق قبول کیا تو ہم اس کا عذر قبول کر لیں گے۔ اگر ہم بغاوت اور نافرمانی کا الزام لگنے والے تمام لوگوں کو بند کر دیں تو قید خانے بھر جائیں گے۔ میں لوگوں کی پکڑ دھکڑ کرنا اور انھیں سزا دینا اس وقت تک مناسب نہیں سمجھتا جب تک وہ کھلم کھلا بغاوت نہ کر دیں۔ کچھ دیر کے بعد حضرت علی نے عبداللہ کو بلا کر حکم دیا کہ اس کے گھر جا کر دیکھو کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ عبداللہ نے آ کر خبر دی کہ وہ اور اس کے تمام ساتھی کوفہ سے جا چکے ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا: یہ ہلاک ہوں گے، جیسے قوم ثمود برباد ہوئی۔ آج تو شیطان نے ان لوگوں کو تمناؤں میں مبتلا کر کے گم راہ کر رکھا ہے، کل کو ان سے بری الذمہ ہو جائے گا۔

کوفہ سے فرار

زیاد بن خصفہ نے کھڑے ہو کر کہا: امیر المومنین، ہمیں ان کے جانے پر افسوس نہیں کرنا چاہیے، تاہم

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اندیشہ ہے کہ وہ ہماری اطاعت کرنے والے بہت سے لوگوں کو بے راہ کر دیں گے۔ مجھے ان کا پیچھا کرنے کی اجازت دے دیجیے تاکہ میں انھیں پکڑ کر آپ کے پاس لے آؤں۔ حضرت علی نے کہا: تمھیں خبر ہے کہ وہ کہاں گئے ہیں؟ زیاد نے کہا: نہیں، میں پوچھ لوں گا اور ان کے نقش قدم کا پیچھا کروں گا۔ حضرت علی نے کہا: دیر ابو موسیٰ پہنچ کر رک جاؤ اور میرا حکم آنے تک آگے نہ جانا۔ اگر وہ علانیہ جماعت کی صورت میں نکلے ہیں تو میرے عامل مجھے اطلاع کر دیں گے۔ اگر الگ الگ، چھپ چھپا کر گئے ہوئے تو ان کے علم میں نہ ہو گا۔ اس کے بعد حضرت علی نے عمال کے نام حکم نامہ لکھوایا: ''کچھ لوگ کوفہ سے بھاگ نکلے ہیں۔ چاروں طرف اپنے جاسوس پھیلا دو اور مجھے اطلاع کرو''۔ زیاد بن خصفہ اپنے گھر گیا، اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور بکر بن وائل سے خطاب کیا: ''امیر المومنین نے مجھے ایک اہم مہم پر بھیجا ہے۔ تم لوگ ان کی جماعت اور انصار میں شامل ہو اور انھیں تمھارے قبیلے پر سب سے زیادہ اعتماد ہے۔ اسی وقت میرے ساتھ چلو اور عجلت سے کام لو''۔ ایک گھنٹے کے اندر ایک سو بیس (یا ایک سو تیس) رضا کار تیار ہو گئے۔ یہ دستہ کوفہ سے نکلا اور دریائے فرات کا پل پار کر کے دیر ابو موسیٰ پہنچا اور امیر المومنین کے حکم کے انتظار میں تمام دن وہاں مقیم رہا۔

www.almawrid.org www.javedahmadghamidi.com

ادھر حضرت قرظہ بن کعب نے حضرت علی کو اطلاع بھیجی کہ کچھ سوار کوفہ کی جانب سے آئے، پھر نواحی بستی نِفّر کا رخ کیا۔ فرات کے نشیبی علاقے میں انھیں ایک نومسلم جاگیر دار زاذان فرخ ملا۔ انھوں نے حضرت علی کے بارے میں اس کی راے پوچھی، جب اس نے ان کی مدح کی تو اسے ٹکڑے ٹکڑے کر کے چلتے بنے۔ انھیں ایک ذمی بھی ملا تو اسے یہ کہہ کر چھوڑ دیا کہ ذمیوں کا قتل ہمارے لیے جائز نہیں۔ حضرت علی نے جواب میں خط لکھا: ''جس جماعت نے مسلمان کو قتل کیا اور کافر کو چھوڑ دیا، یہ وہی لوگ ہیں جنھیں شیطان نے گم راہ کر دیا ہے''۔ حضرت علی نے زیاد بن خصفہ کو بھی خط لکھا: ''مجھے ابھی پتا چلا ہے کہ یہ لوگ نِفّر نامی گاؤں کی طرف گئے ہیں۔ ان کا پیچھا کرو اور انھیں پکڑ کر لے آؤ۔ اگر وہ انکار کریں تو ان کا مقابلہ کرنا اور اللہ سے مدد طلب کرنا''۔ حضرت علی کے نامہ بر عبد اللہ بن وال نے پوچھا: امیر المومنین، میں خط پہنچا کر دشمن کے مقابلے پر نہ نکل جاؤں؟ حضرت علی نے کہا: میری تو آرزو ہے کہ تو ظالم قوم کے خلاف میرا مددگار بن جائے۔ ادھر زیاد نے بھی عبد اللہ کو اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دے دی۔ دیر ابو موسیٰ سے یہ دستہ نِفّر پہنچا تو معلوم ہوا کہ خارجی جرجرایا کی طرف چلے گئے ہیں۔ جرجرایا جا کر علم ہوا کہ وہ مذار گئے ہیں۔ مذار کے مقام پر زیاد نے انھیں جا لیا، وہ ایک دن آرام کرنے کے بعد وہاں سے بھی چلنے کو تیار کھڑے تھے، جب کہ زیاد کی فوج تھکی ہوئی تھی۔

مذار کی لڑائی

خریت نے زیاد کو آتے دیکھا تو پکارا: تم اللہ کی کتاب اور نبی کی سنت کا ساتھ دیتے ہو یا ظالموں کے ساتھ ہو؟ زیاد نے جواب دیا: ہم اللہ کے ساتھ ہیں، اس کے احکام کو مانتے اور اس کے رسول کی سنت پر عمل کرتے ہیں۔ خریت نے پوچھا: تمھارا ارادہ کیا ہے؟ زیاد نے کہا: تم دیکھ رہے ہو کہ ہم تھکے ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ سواریوں سے اتر کر بالمشافہ گفتگو کر لیں۔ زیاد کی فوج ایک چشمے پر اتری، خود کھایا پیا اور گھوڑوں کو بھی چارہ دیا۔ پھر باہمی رضامندی کے بعد طرفین کی طرف سے پانچ پانچ افراد مکالمہ کرنے آئے، اس اثنا میں دونوں فریق جنگ کی تیاری بھی کر چکے تھے۔ زیاد نے خریت سے سوال کیا: تم نے کون سی خامی دیکھنے پر امیر المومنین کا ساتھ چھوڑا؟ خریت بولا: میں ان کی سیرت سے خوش نہیں، میں چاہتا ہوں کہ لوگوں کے مشورے سے نیا خلیفہ چنا جائے۔ زیاد نے پوچھا: کیا امت ایسے خلیفہ پر متفق ہو سکتی ہے جو علی کے برابر کتاب اللہ اور سنت رسول کا علم رکھتا ہو اور اسلام کی طرف سبقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت داری میں ان کے مانند ہو؟ خریت نے کہا: میں نے جو کہنا تھا، کہہ دیا۔ زیاد نے پوچھا: تم نے اس مسلمان دہقان کو قتل کیوں کیا تھا؟ خریت نے کہا: اسے میں نے نہیں، میری جماعت کے لوگوں نے قتل کیا۔ زیاد نے کہا: تو پھر اس کے قاتلوں کو ہمارے سپرد کر دو۔ خریت بولا: مجھے اس کا اختیار نہیں۔ اب دونوں فوجیں صف آرا ہو گئیں۔ ایسی سخت جنگ ہوئی کہ نیزے ٹوٹے، تلواروں میں خم آ گیا، گھوڑوں کی ٹانگیں ناکارہ ہوئیں اور طرفین کے اکثر لوگ زخمی ہو گئے۔ زیاد کا غلام سوید اور اس کے دستے میں شامل وافد بن بکر شہید ہوئے، وہ خود زخمی ہوا۔ خریت کے پانچ ساتھی مارے گئے۔ رات گئے لڑائی بند ہوئی۔ میدان جنگ کی ایک جانب زیاد کا دستہ اور دوسری طرف خریت کے سپاہی پڑ گئے۔ کچھ رات گزری تو خریت نے راہ فرار اختیار کی۔ زیاد بن خصفہ نے بصرہ تک اس کا پیچھا کیا، لیکن خریت اہواز کی طرف نکل گیا اور زیاد بصرہ میں داخل ہو گیا۔

حضرت معقل کی روانگی

زیاد نے خط لکھ کر حضرت علی کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ ان کی مجلس میں حاضر حضرت معقل بن قیس نے خط کا مضمون سنا تو کھڑے ہو کر عرض کیا: امیر المومنین، آپ خارجیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے کم از کم دس گنا بڑا لشکر روانہ کریں۔ برابر کے ٹکراؤ میں عرب ثابت قدمی دکھاتے ہیں۔ حضرت علی نے حضرت معقل سے کہا: تم خود جانے کی تیاری کرو۔ کوفہ کے دو ہزار افراد ان کے ساتھ چلنے کو تیار ہوئے۔ حضرت علی نے

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت عبداللہ بن عباس کو بھی خط لکھا: ''دو ہزار کی فوج ایک آزمودہ کار، بہادر، نیکی میں مشہور شخص کی قیادت میں بھیجو۔اسے حکم دو کہ وہ معقل کے لشکر میں مل جائے۔ مشترکہ فوج کا سالار معقل ہو گا۔ زیاد بن خصفہ کو حکم دو کہ اپنے ساتھیوں کو لے کر کوفہ آجائے''۔ حضرت علی نے زیاد کو ایک الگ خط بھی لکھا۔

خریت بن راشد نے اہواز کی ایک جانب ڈیرا ڈال دیا۔اس کے خاندان کے بہت سے کاشت کار اور اہواز کے گنوار اور چور اس کے پاس جمع ہو گئے۔ انھوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا اور مل کر کرمان اور فارس پر حضرت علی کے مقرر کردہ عامل حضرت سہل بن حنیف کو نکال باہر کیا (ایک قول کے مطابق حضرت سہل اس واقعہ سے قبل ۳۷ھ میں وفات پا چکے تھے)۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے مشورہ دیا کہ بصرہ کے قائم مقام حاکم زیاد بن ابیہ کو فارس بھیج دیا جائے، وہ وہاں کے لیے کافی ہوں گے۔ چنانچہ زیاد ایک بڑی فوج لے کر فارس روانہ ہوئے۔ انھوں نے کچھ لوگوں کو طمع دلائی، کچھ کو ڈرایا دھمکایا۔ نتیجتاً اہل فارس بغیر لڑائی کے مطیع ہوئے اور خراج دینے پر آمادہ ہو گئے۔

حضرت معقل بن قیس اہواز روانہ ہونے سے پہلے حضرت علی کے پاس آئے تو انھوں نے نصیحت کی: ''اللہ سے ڈرنا، اہل قبلہ پر دست درازی نہ کرنا، اہل ذمہ پر ظلم نہ کرنا اور تکبر نہ کرنا، اللہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔ حضرت معقل نے اہواز پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور بصرہ سے لشکر کی آمد کا انتظار کرنے لگے۔ جب بہت تاخیر ہوئی تو یہ کہہ کر کہ واللہ، ہمیں کوئی خوف ہے، نہ ہم واپس جانا چاہتے ہیں، آگے چل پڑے۔ ایک ہی روز کا سفر کیا تھا کہ قاصد حضرت عبداللہ بن عباس کا خط لے کر پہنچا جس میں رک کر کمک کا انتظار کرنے کی ہدایت تحریر تھی۔ اگلے دن خالد بن معدان کی قیادت میں مزید فوج آئی تو خریت کی تلاش شروع ہوئی۔ شہریوں نے بتایا کہ خریت اور اس کے ساتھی رامہرمز کے ایک پہاڑ پر واقع قلعہ میں محفوظ ہونے جا رہے ہیں۔ حضرت معقل اور خالد بن معدان نے ان کا پیچھا کیا، خارجی پہاڑ کے قریب پہنچ چکے تھے۔ وہیں میدان جنگ لگ گیا اور فوجیں صف آرا ہو گئیں۔ حضرت معقل نے میمنہ پر یزید بن مغفل (معقل: ابن اثیر) اور میسرہ پر خالد کی فوج میں شامل منجاب بن راشد کو مقرر کیا۔ خریت نے عربوں اور اپنے ساتھیوں کو میمنہ میں رکھا، کاشت کاروں، خراج کے منکروں اور کردوں کو میسرہ میں متعین کیا۔ حضرت معقل نے ہر صف میں جا کر اپنی فوج کو انگیخت کیا اور یہ کہہ کر جوش دلایا کہ دین سے خارج ہونے والے باغی تمھارے مد مقابل ہیں۔ نگاہیں نیچی رکھو اور اپنی توجہ نیزہ بازی اور شمشیر زنی پر مرکوز کر دو۔ پھر وہ لشکر کے قلب میں کھڑے ہوئے، دو دفعہ اپنا سر ہلایا، ان کی تیسری جنبش پر فوج دشمن پر ٹوٹ پڑی۔ کچھ دیر مقابلہ کرنے کے بعد خریت کی مخلوط فوج نے شکست کھائی۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

بنو ناجیہ اور عربوں کے ستر افراد، جب کہ کردوں اور عجمی کاشت کاروں کے تین سو اشخاص مارے گئے۔ خریت بچ نکلا اور عمان کے ساحل پر آباد اپنی قوم میں چلا گیا۔ وہ برابر لوگوں کو حضرت علی کے خلاف اکساتا رہا اور کہتا رہا کہ جنگ کرنے ہی میں ہدایت ہے۔ خوارج کی ہاں میں ہاں ملاتا، مانعین زکوٰۃ کو تھپکی دیتا اور حضرت عثمان کے حامیوں سے ہم دردی جتاتا۔ مسلمانوں کے باہمی اختلافات دیکھ کر نو مسلم عیسائی دوبارہ عیسائیت کی طرف مائل ہونے لگے تو خریت نے انھیں ڈرایا کہ تم علی کا ساتھ دو گے تو وہ ارتداد کا فتویٰ لگا کر تمھارے قتل کا حکم دے دیں گے، اس لیے خود بچنے کے لیے تمھارا ان کو ختم کرنا ضروری ہے۔

خریت کا تعاقب اور قتل

حضرت معقل اہواز میں رک گئے، حضرت علی کو فتح کی خوش خبری کا خط ارسال کیا اور بتایا کہ ہم نے آپ کی ہدایات سے تجاوز نہیں کیا۔ حضرت علی نے خط پڑھ کر لوگوں کو سنایا اور مشورہ طلب کیا۔ حاضرین نے راے دی کہ خریت فاسق کا پیچھا کیا جائے اور اسے کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ حضرت علی کے حکم پر حضرت معقل ساحل سمندر پر پہنچے، امان کا پرچم گاڑ دیا اور اعلان کیا، خریت اور اس کے ساتھ جنگ میں حصہ لینے والے اس کے اولین ساتھیوں کے ماسوا جو لوگ اس پرچم کے پاس پہنچ جائیں گے، انھیں امان دے دی جائے گی۔ خریت کا ساتھ دینے والے دوسری قوموں کے اکثر لوگ علم امان تلے آ گئے، بنو ناجیہ کے مسلمان اور عیسائی اور زکوٰۃ کا انکار کرنے والے اس کے ساتھ رہ گئے۔ حضرت معقل نے فوج کو خریت کے ٹھکانوں کی طرف حرکت کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے فوج کو دلیری دلائی کہ مرتدوں، علی کی بیعت توڑنے والوں اور خراج کا انکار کرنے والوں سے خوب جم کر لڑنا! ان شاء اللہ شہدا کو جنت ملے گی اور غازی فتح سے سرشار ہوں گے۔ شدید جنگ ہوئی، نعمان بن صہبان نے خریت کو دیکھتے ہی تاک کر نیزہ مارا اور گھوڑے سے گرا دیا اور پھر تلوار مار کر جہنم رسید کر دیا، اس کے ایک سو ستر سپاہی مارے گئے، باقی فرار ہو گئے یا قید کر لیے گئے۔ حضرت معقل نے مرتدین کو رجوع کرنے کی دعوت دی اور دائرۂ اسلام میں از سر نو آنے والے تمام لوگوں کو چھوڑ دیا۔ ایک بوڑھا نصرانی رماحس نہ مانا تو اسے قتل کر دیا گیا۔ مانعین زکوٰۃ و خراج سے گذشتہ دو سالوں کی وصولی کی گئی۔ پھر حضرت علی کو فتح کی خبر بھیجی گئی۔

مصقلہ کا حضرت معقل کے قیدیوں کو آزاد کرنا

واپسی کے سفر میں حضرت معقل کا گزر اردشیر خرہ پر حضرت علی کے مقررہ عامل مصقلہ بن ہبیرہ پر ہوا۔ حضرت معقل کی تحویل میں آئے ہوئے پانچ سو جنگی قیدی مصقلہ کی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ مصقلہ کو دیکھ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

کر اسیر عورتیں اور بچے رونے لگے۔ مردوں نے بھی احسان کرنے یا خرید کر آزاد کرنے کی التجائیں کرنا شروع کر دیں۔ مصقلہ نے قسم کھائی کہ میں تم پر ضرور صدقہ کروں گا، پھر ان سب غلاموں اور لونڈیوں کا پانچ لاکھ درہم میں سودا کر لیا۔ حضرت معقل نے رقم جلد حضرت علی کو بھیجنے کا کہا تو اس نے جواب دیا: میں کچھ رقم ابھی بھیجتا ہوں اور بقیہ تھوڑی تھوڑی کر کے ادا کروں گا۔ مصقلہ نے تمام غلام کوئی رقم لیے بغیر آزاد کر دیے تو حضرت علی نے کہا: مصقلہ نے اتنا بوجھ اٹھا لیا ہے جو اٹھانے سے جلد ہی قاصر ہو جائے گا۔ انھوں نے اسے طلب کیا تو وہ کوفہ آنے کے بجاے بصرہ پہنچا اور بمشکل دو لاکھ درہم (یا ایک لاکھ باختلاف روایت) گورنر حضرت عبداللہ بن عباس کو ادا کیے۔ بعد میں ذہل بن حارث سے کہا: امیر المومنین مال مانگ رہے ہیں اور میں ادا نہیں کر سکتا۔ ان کی جگہ ابن ہند (حضرت معاویہ) ہوتے تو کبھی تقاضا نہ کرتے۔ سیدنا عثمان بن عفان ہوتے تو اتنی رقم ہبہ ہی کر دیتے۔ اسی رات فرار ہو کر مصقلہ حضرت معاویہ سے جا ملا۔ حضرت علی نے کہا: اللہ اسے رنجور کرے! اس نے سرداروں والا عمل کیا، غلاموں کی طرح فرار ہوا اور فاجروں کے مانند خیانت کی۔ میں زیادہ سے زیادہ اسے قید کی سزا دیتا، کچھ مل جاتا تو لے لیتا، ورنہ چھوڑ دیتا، پھر اس کا گھر ڈھانے کا حکم دیا اور قیدیوں کی آزادی برقرار رکھی۔ حضرت علی نے فرمایا: خریدار نے غلاموں کو آزاد کیا، اب ان کے اثمان اسی کے ذمہ قرض ہیں۔ مصقلہ کا بھائی نعیم بن ہبیرہ حضرت علی کی سپاہ میں تھا، شام پہنچنے کے بعد مصقلہ نے اپنے عیسائی قاصد حلوان کے ذریعے سے اسے پیغام بھیجا کہ حضرت معاویہ نے اسے بھی عہدہ اور عزت دینے کا وعدہ کیا ہے، اس لیے اسی وقت شام چلے آؤ۔ مالک بن ارحبی نے حلوان کو پکڑ کر حضرت علی کے سامنے پیش کر دیا۔ انھوں نے اس کا ہاتھ کٹوا دیا۔ اس کی وفات اسی زخم سے ہوئی۔

۳۸ھ میں حضرت علی کی جانب سے حضرت قثم بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

مطالعۂ مزید: تاریخ الیعقوبی (احمد یعقوبی)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، تاریخ اسلام (اکبر شاہ نجیب آبادی)۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org